وفد نجران کا قصہ

(مباھلہ سے راہ فرار)

تحریر: جناب ارشاد علی اٹک

۹ ھجری کے آخر اور ۱۰ ھجری کے آغاز میں عرب بھر سے کئی قبیلوں کے وفود مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر رہے تھے کہ نجران کے کچھ عیسائی علماء آنحضرت ﷺ سے بات چیت کرنے اور مناظرہ کیلئے مدینہ منورہ پہنچے۔

نجران یمن کے علاقہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔ عیسائی حبشیوں کے یمن پر تسلط کے زمانہ میں نجران سرکردہ عرب عیسائیوں کا ایک مرکز بن گیا تھا۔

نجران کے عیسائیوں کا یہ وفد ساٹھ افراد پر مشتمل تھا جن میں چودہ سوار تھے۔ وفد میں نجران کے دو بڑے سیاسی راہنماؤں عبدالمسیح اور اَیہم کے علاوہ ان کا اسقف (Bishop) ابو حارثہ بن علقمہ بھی شامل تھا۔

ابو حارثہ بن علقمہ کی عیسائی بازنطینی دربار میں بہت زیادہ قدر و منزلت تھی اور ایک طرح سے وہ کلیسائے عرب کا رئیس کہلاتا تھا۔

وفد نجران میں شامل یہ لوگ اپنے لہراتے ہوئے اطلس وحریر کے پادریانہ خرقوں پر جھولتی ہوئی صلیبوں کے ساتھ ایک عجب انداز سے مدینہ منورہ میں وارد ہوئے اور مدینہ منورہ کے سادہ مسلمان انہیں حیرت سے دیکھنے لگے۔

آنحضرت ﷺ نے اس وفد کے ارکان کو مسجد نبوی کے ایک حصہ میں ٹھہرایا اور مسجد میں ہی انہیں اپنے طریقہ سے عبادت کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ (لیکن افسوس کہ آج ایک مسلک کا مسلمان دوسرے مسلک کے مسلمان کو اپنی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے برداشت نہیں کرسکتا)

دوسرے دن انہوں نے بحث مباحثہ کا آغاز کیا۔ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے رب اور رب کا بیٹا ہونے کے استدلال میں یہ کہا کہ ''عیسیٰؑ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ بیماروں کو شفا دیتے تھے۔ غیب کی باتیں بتاتے تھے۔ مٹی کی مورتیوں میں پھونک مار کر اڑتا ہوا پرندہ بنا دیتے تھے نیز وہ باپ کے بغیر پیدا ہوئے تھے اور

انہوں نے گہوارہ (ماں کی گود) میں کلام کیا تھا اوران سب امور میں ان کا کوئی مد مقابل نہیں ۔لہذا وہ اللہ کے اوتاراورابن اللہ تھے ۔

آنحضرت ﷺ نے ان تمام باتوں کوتسلیم کرتے ہوئے ان لوگوں کے سامنے حضرت مسیحؑ کی بشریت پر زوردیااوران کے رحم مادر سے پیدا ہونے ،کھانے پینے ،رنج وغم کا احساس ہونے ،کائنات کا محافظ ونگران نہ ہونے بلکہ خوداللہ کی حفاظت کامحتاج ہونے کےان پہلوؤں سے استدلال فرمایاجس سے وہ لوگ بھی انکار نہیں کرسکتے تھے ۔

لیکن اس کے باوجود وہ لوگ اپنے عقیدہ پر ڈٹے رہے ۔اس پر سورہ آل عمران کی ابتدائی ۸۳ (تراسی) آیات نازل ہوئیں جن میں آیت نمبر۶۱ میں مباہلہ کے ذریعہ فیصلہ کرنے کی تجویز تھی ۔قرآن مجید میں ہے:﴿فمن حاجك فيه من بعد ماجاء ك من العلم فقل تعالوا ندع أبنآء ناوأبناء كم ونساء ناونسآءَ كم وأنفسنا وأنفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله على الكذبين﴾ ترجمہ: ''پھرکوئی آپ سے اس (معامہ) میں کٹ حجتی کرنے لگے بعداس کے کہ آپ کے پاس علم (صحیح) پہنچ چکا ہے۔تو کہہ دیجئے اچھا آؤ ہم بلالیں اپنے بیٹوں کو (بھی) اور (تم) اپنے بیٹوں کواور ہم (بلالیں) اپنی عورتوں کو اور (تم) اپنی عورتوں کو (بھی) اور (بلالیں) ہم اپنے آپ کو اور (تم) اپنے آپ کو (لے آؤ) پھرہم سب نہایت خشوع سے دعا کریں اورجھوٹوں پراللہ کی لعنت بھیجیں'' (اور پھرنتائج کاانتظار کریں)

پہلےتو وہ لوگ اس بات پر رضا مند ہو گئے چنانچہ دوسرے دن وفد کے تینوں بڑے سرداراورعبدالمسیح اور ایہم کا ایک ایک لڑکا زرق برق لباس میں باہرآئے ۔ادھرآنحضرت ﷺ حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ کے ہمراہ مسجد میں آکر گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اوردعا کرنے کیلئے تیار ہوگئے ۔

عبدالمسیح نے اپنے اُسقف (Bishop) اُبوحارثہ سے کہا''پادری صاحب! آپ آگے ہوکر مباہلہ (کی بددعا) میں شامل ہوں۔'' ابوحارثہ یہ سن کر گھبرا اٹھا اور کہنے لگا ''اللہ کی قسم! یہ شخص (آنحضرت ﷺ) مباہلہ سے کسی طور ٹلتا نظرنہیں آتا ۔اگر یہ سچا ہوا تو مباہلہ کے ایک سال بعد تک کوئی عیسائی کہیں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔''

چنانچہ یہ لوگ مباہلہ کی بجائے جزیہ دینے پرآمادہ ہو گئے اورایک معاہدہ کرکے واپس چلے گئے ۔نجران واپس کران میں سے ایہم نے اسلام قبول کرلیااور باقی بدستورعیسائیت پر قائم رہے ۔